رضائے الٰہی حاصل کرنے کیلئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کرنا ضروری ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰؍ مارچ ۱۹۶۷ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

❁❁❁

☆ سورۃ احزاب میں اُمہات المومنین کی بے مثال قربانیوں کا تذکرہ۔

☆ احمدی مستورات کو اُمہات المومنین کے نمونہ پر چلتے ہوئے بے نظیر قربانیاں پیش کرنا ہونگی۔

☆ تربیت اولاد کی ذمہ داری کو خاص طور پر محبت اور اخلاص کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کریں۔

☆ اسلام کی روشنی اور قرآن کریم کے نور کے ذریعہ بچوں کی تربیت کریں۔

☆ اپنے بچوں اور بچیوں کی اس رنگ میں تربیت کریں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سپاہی بن کر اسلام کو دنیا میں غالب کرنے والے ہوں۔

تشہد، تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ○ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ○ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ○ وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَا اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا۔ (الاحزاب: ۲۹ تا ۳۲)

پھر فرمایا:۔

میرا آج کا خطبہ گزشتہ خطبہ کے تسلسل میں ہی ہے۔ پہلی مخاطب تو میری بہنیں ہیں لیکن میرے بھائیوں کے لئے بھی ان آیات کے مضمون میں بڑے سبق ہیں اور وہ سبق انہیں حاصل کرنے چاہئیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے زیادہ سے زیادہ وارث بنتے چلے جائیں۔

جن آیات کی میں نے ابھی تلاوت کی ہے وہ سورۂ احزاب کی ہیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ''اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ کہ اگر تم دنیا اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دنیوی سامان دے دیتا ہوں اور تمہارے حقوق ادا کر کے تم کو نیک طریق سے رخصت کر دیتا ہوں اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور اُخروی زندگی کے گھر کو چاہتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے تم میں سے پوری طرح اسلام پر قائم رہنے والیوں کے لئے بہت بڑا انعام تیار کیا ہے۔ اے نبی کی بیویو! اگر تم میں سے کوئی اعلیٰ ایمان کے خلاف بات کرے تو اس کا عذاب دگنا کیا جائے گا۔ اور یہ بات اللہ پر آسان ہے اور تم میں سے جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گی اور اس فرمانبرداری کی شان کے مطابق عمل بھی کرے گی۔ تو ہم اسے انعام بھی دگنا دیں گے اور ہم نے ہر ایسی بیوی کے لئے معزز رزق تیار کیا ہوا ہے۔

سورۂ احزاب کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا تھا کہ نبی اکرم ﷺ کی بیویاں مومنوں کی مائیں ہیں۔فرمایا اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ اور آگے جا کر اسی سورۃ میں اللہ تعالیٰ نے اُمت محمدیہ کو اس طرف بھی متوجہ کیا تھا کہ نبی اکرم ﷺ تمام اُمت کے لئے اور ہر زمانہ کے مسلمانوں کے لئے اُسوہ حسنہ ہیں۔تم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل ہی نہیں کر سکتے اس کی محبت اور پیار کو پا ہی نہیں سکتے جب تک کہ نبی کریم ﷺ سے پیار کر کے، آپ کو اپنے لئے بطور نیک نمونہ سمجھتے اور یقین کرتے ہوئے آپ کے نمونہ کے مطابق اپنی زندگیاں نہیں ڈھالو گے۔جیسا کہ فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ تو نبی کریم ﷺ کو اُمت محمدیہ کے لئے اسوۂ حسنہ قرار دینے کے بعد اور آپ کی ازواج مطہرات کو مومنوں کی مائیں قرار دینے کے بعد یہ سوال پیدا ہوتا تھا کہ یہ بیویاں جو نبی کریم ﷺ کے گھر میں ہیں نکاح کے وقت ان کے ساتھ کوئی ایسا سمجھوتہ نہیں تھا کہ وہ اُمت محمدیہ کے لئے اُسوۂ حسنہ بنیں گی اور اس بھاری ذمہ داری کو اٹھائیں گی جیسا کہ مومنوں کی مائیں۔ بہرحال مومنوں کے لئے اُسوۂ حسنہ اور تربیت کا ایک مرکزی نقطہ (آنحضرت ﷺ کے بعد) بنتی ہیں اور کوئی کہہ سکتا تھا کہ ان کو جبراً اس مقام پر لا کھڑا کیا اور ان کو یہ حکم دیا کہ تمہیں ضرور تنگی ترشی کو اختیار کر کے اور ہر قسم کی قربانی دے کر اور اس دنیا سے منہ موڑ کر اپنے نفس پر فنا طاری کر کے اُمت کے لئے ایک اُسوہ بننا پڑے گا۔ ورنہ ہم تمہیں سزا دیں گے چونکہ مذہب میں خصوصاً مذہب اسلام میں جبر جائز نہیں ان کے لئے کوئی راہ نکالنی ضروری تھی اور اگرچہ جیسا کہ عملاً دیکھنے میں آیا ہماری یہ مائیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اُمہات المومنین قرار دیا ہے (سورۂ احزاب میں) اس قدر تربیت یافتہ تھیں کہ جو اختیار ان کو ان آیات میں دیا گیا۔اس کے بعد ان کے فیصلے نے یہ بتا دیا کہ واقعی وہ اُمہات المومنین بننے کی اہل تھیں۔ لیکن بہرحال دنیا کو بھی یہ بتانا تھا کہ جبر سے کام نہیں لیا گیا بلکہ اپنی مرضی سے انہوں نے اس اہم اور مشکل ذمہ داری کو اپنے کندھوں پر اٹھایا تھا۔

ان آیتوں کو اختیار دینے کی آیات بھی کہا جاتا ہے۔تو اللہ تعالیٰ نے جب ان کو اُمہات المومنین اور اُمت محمدیہ کی مسلمان عورتوں کے لئے اسوۂ حسنہ قرار دیا تو ان کے سامنے آنحضرت ﷺ نے ان آیات کی روشنی میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور وحی آپ پر نازل ہوئیں۔ یہ بات پیش کی جس کا ذکر ان آیات میں ہے۔

ان آیات کے نزول کے بعد سب سے پہلے آپ حضرت عائشہؓ کے پاس گئے اور آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا کہ اے عائشہ! میں تم سے ایک اہم بات کرنا چاہتا ہوں لیکن قبل اس کے کہ میں وہ بات تمہارے ساتھ کروں تمہیں یہ تاکید کرنا چاہتا ہوں کہ جواب دینے اور فیصلہ کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لینا بلکہ خوب سوچ سمجھ کر فیصلہ کرنا اور جواب دینا بلکہ بہتر یہ ہے کہ تم اپنے والدین سے بھی اس کے متعلق مشورہ کر لو اور پھر مجھے جواب دو۔

اس تمہید کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیات نازل کی ہیں اور ان کو یہ آیات پڑھ کر سنا دیں اور مشورہ دیا کہ تم والدین سے مشورہ کر کے اور خوب سوچ سمجھ کر مجھے بتاؤ کہ تمہیں حیات دنیا اور اس کی زینت چاہئے یا تمہیں خدا اور اس کا رسول چاہئے جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے امہات المومنین بڑی تربیت یافتہ تھیں انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ! اس معاملہ میں اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں گی؟ مجھے خدا اور اس کا رسول چاہئے دنیا اور اس کی زینت نہیں چاہئے۔ اس کے بعد آپ اپنی دوسری بیویوں کے پاس گئے اور ان میں سے ہر ایک نے یہی جواب دیا کہ ہمیں خدا اور اس کا رسول چاہئے دنیا اور اس کی زینت نہیں چاہئے۔ مؤرخین اور مفسرین کہتے ہیں کہ اس وقت نبی کریم ﷺ کی نو بیویاں زندہ موجود تھیں جن کو یہ اختیار دیا گیا تھا جن میں سے پانچ تو قریش مکہ کے مختلف خاندانوں سے تعلق رکھتی تھیں اور چار مختلف قبائل اور مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والی تھیں اور ساری کی ساری ایسی تھیں کہ جو اس قدر تربیت یافتہ تھیں کہ ایک سیکنڈ کے لئے انہیں سوچنا نہیں پڑا فیصلہ ان کے دماغوں میں گویا پہلے ہی حاضر تھا۔ انہوں نے کہا سوچنا کیسا؟ اور مشورہ لینا کیسا؟ ہمیں خدا اور اس کا رسول محبوب اور پیارے ہیں ہم اس ذمہ داری کو نباہنے کے لئے تیار ہیں کہ اُمت محمدیہ کے لئے ہم بطور اسوۂ حسنہ اپنی زندگیاں گزاریں تو جس چیز کا ان کو ان آیات میں اختیار دیا گیا تھا وہ یہ نہیں تھا کہ چاہو تو طلاق لے لو چاہو تم بیویاں بن کے رہو۔ میرے نزدیک اس اختیار کے یہ معنی بھی نہیں تھے کہ چاہو تو تم دنیا لے لو اور چاہو تو خدا کے راستہ میں فقر کو اختیار کرو بلکہ ان کو اختیار اس بات کا دیا گیا تھا کہ چاہو تو ان ذمہ داریوں کو اپنے کندھوں پر قبول کرو جو اُمت مسلمہ کے لئے اور اُمت مسلمہ کی مستورات کے لئے اسوۂ حسنہ بننے پر تمہارے کندھوں پر پڑنے والی ہیں اور چاہو تو ایک عام مسلمان عورت کی طرح اپنی زندگیوں کو گزارو اور ساتھ ہی یہ بھی کہا گیا تھا کہ یہ یاد رکھنا کہ اگر تم نے یہ عہد کرنے کے بعد وعدہ خلافی کی

اور نقض عہد کے فاحشہ مبینہ میں تم پڑ گئیں اور مبتلا ہو گئیں اور اپنے وعدے کو نہ نباہیا تو پھر دوسری عورتوں کو ان معاصی پر جس قسم کی سزا مل سکتی ہے اس سے دو چند سزا تمہیں بھگتنی پڑے گی اور اگر تم نے اس عہد کو نباہا تو تمہارا اجر بھی دوسری عورتوں سے دگنا ہو گا۔

یہ جو ''اجر'' ہے یہ حدود کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا ضعفین کا اور مرتین کا تعلق حدود کے ساتھ نہیں اور نہ آپس کے جو حقوق ہیں ان کے ساتھ یہ تعلق رکھتا ہے یعنے یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر تم واقعہ میں اُسوۂ حسنہ بن گئیں تو اگر تم نے کسی سے پانچ روپے لینے ہوں گے تو تمہیں دس روپے دلوائے جائیں گے اسی طرح اگر بفرض محال تمہارا کوئی گناہ ہو گا جس پر حد لگ سکتی ہو تو یہ مطلب نہیں کہ حد دگنی کر دی جائے گی حدود ایک مخصوص اور محدود دائرہ کے اندر چکر لگاتی ہیں اور جو ثواب ہے وہ بڑے وسیع معنی رکھتا اور اس کا تعلق اس دنیا کی جنت سے بھی ہے اور اُخروی جنت سے بھی ہے اور اس کے مقابل میں جو سزا ہے اس کا تعلق بھی اس دنیا کے جہنم اور اگلے جہان کے جہنم سے ہے۔

تو یہاں یہ فرمایا کہ ہم تمہیں اس موقع پر کہ تمہیں امہات المومنین قرار دیا گیا ہے اور یہ اعلان کیا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ تمام اُمت کے لئے اور ہر زمانہ کے لئے بطور اُسوۂ حسنہ کے ہیں اور آپ کی پیروی کرنے اور آپ کی اتباع کرنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوتی ہے۔ دنیا نے اب صرف نبی اکرم ﷺ کی طرف ہی نہیں دیکھنا بلکہ اے ازواج مطہرات! دنیا کی عورتوں نے تمہاری طرف دیکھنا ہے اور تمہاری اُنہوں نے نقل کرنی ہے اگر تم نے صحیح نمونہ پیش کیا تو نیکی کے ایک تسلسل کو تم جاری کرنے والی ہو گی اگر تم نے برا نمونہ پیش کیا تو بدی کے ایک تسلسل کو تم جاری کرنے والی ہو گی۔ تو جیسا کہ حدیث میں آیا ہے جو شخص نیکی کی بنیاد ڈالتا ہے اور اس کے نتیجہ میں بہت سے لوگ نیکی کرنے لگ جاتے ہیں تو اس کو اپنی نیکی کی بھی جزاء ملے گی اور جن لوگوں نے اس کے کہنے کے مطابق یا اس کی نقل کرتے ہوئے نیکیاں کی ہیں ان کے ثواب میں بھی وہ حصہ دار ہو گا۔ پس یہ ہے مرتین والی جزاء اور جو شخص بدی کی بنیاد ڈالتا ہے اور بدی کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اور بدوں کا سردار بنتا ہے تو اس کو اپنے کئے کی سزا بھی بھگتنی پڑے گی اور لوگوں کو گمراہ کرنے کے نتیجہ میں بھی اس کو ایک سزا دی جائے گی۔ اور یہ ہے (عَذَابً ضِعْفَيْن) دگنا عذاب جو ایسے لوگوں کو ملتا ہے۔

اگلی دو آیات میں وجہ بیان کی گئی ہے کہ یہ اختیار دیا کیوں گیا تھا؟ فرمایا کہ چونکہ ہم نے ان کو اس

مقام پر لا کھڑا کیا تھا کہ وہ اُسوہ بنیں اور ایک نیک نمونہ قائم کریں اور جس شخص کو اس مقام پر کھڑا کیا جاتا ہے اور جس کے اعمال کے متعلق یہ امید رکھی جاتی ہے کہ بعد میں آنے والے اس کی نقل کریں ان کو اجر بھی دگنا دیا جاتا ہے اور ان کے اوپر ذمہ داری کے نتیجہ میں عذاب بھی دو چند نازل ہوتا ہے جیسا کہ اس کی وضاحت اللہ تعالیٰ نے دوسری آیات میں کئی جگہ کی ہے مثلاً ایک جگہ آتا ہے۔ رَبَّنَآ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ اور اس آیت کے شروع میں وجہ بتائی ہے۔ رَبَّنَآ اِنَّآ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا (الاحزاب:۶۸) ہم نے اپنے بڑوں کی ان کے کہنے کے مطابق نقل کی۔ انہوں نے کہا ہم تمہارے لئے بطور نمونہ کے ہیں تم ہمارے پیچھے آؤ ہم تمہارے ذمہ دار ہیں۔ (کہنے والے تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ جنت میں جانے کے لئے ایک سرٹیفکیٹ دے دیں گے تمہیں کوئی فرشتہ نہیں روکے گا وہاں تک پہنچ جاؤ گے۔ ہم ذمہ داری لیتے ہیں تم یہ کام کرو تمہیں کوئی گناہ نہیں ہوگا اور کر وار ہے ہوتے ہیں ان سے گناہ کی بات) تو ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کو قیامت کے دن کہیں گے کہ اے خدا! اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا ہم نے اپنے بڑوں اور سرداروں کی، لیڈروں کی اور قائدوں کی اتباع میں اور بڑے بڑے مجتہدین اور علماء کہلانے والوں کے کہنے کے مطابق یہ اعمال کئے تھے آج ہمیں پتہ لگ رہا ہے کہ یہ اعمال تو تیری نگاہ میں پسندیدہ نہیں ہیں۔ اس لئے ان کو دگنا عذاب دے اور دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ (العنکبوت:۱۴) کہ ایسے لوگوں کے متعلق ہی جن کو اللہ تعالیٰ نمونہ بناتا ہے اور وہ نیک نمونہ پیش نہیں کرتے۔ بدی کی راہیں اپنے متعلقین پر کھولتے ہیں اور خدا کی طرف بلانے کی بجائے شیطان کی طرف ان کو بلاتے ہیں اور ان کو صراط مستقیم پر قائم کرنے کی بجائے راہِ ضلالت کی طرف لے جاتے ہیں اور ان پگڈنڈیوں کی نشان دہی کرتے ہیں جو شیطان کی طرف جانے والی ہیں۔ ایسے لوگوں کے متعلق ہی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ اپنے بوجھ بھی اُٹھائیں گے اور یقیناً وہ ان لوگوں کے بوجھ بھی اُٹھائیں گے جن کو انہوں نے گمراہ کیا جو گمراہ ہوئے ان کو تو بہرحال سزا ملے گی یہ نہیں کہ ان کی سزا معاف ہو جائے گی لیکن ان آئمۃ الکفر کا عذاب دگنا کر دیا جائے گا اسی طرح جو نیک نمونہ بنتا ہے اس شخص کی وجہ سے یا ان اشخاص کی وجہ سے یا اس گروہ اور جماعت کی وجہ سے جو نیکیاں قائم ہوتی ہیں اور بہت سے ان کی نقل کر کے خدا تعالیٰ کی قرب کی راہوں پر چلنے لگتے ہیں تو وہ شخص یا اشخاص جو بطور نمونہ کے دنیا میں زندگی گزارتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے دہرے وارث ہوتے ہیں اور ان کو ان کا اجر

(مرتین) دو دفعہ ملتا ہے ایک اپنے اعمال صالحہ کے نتیجہ میں ایک اس وجہ سے کہ وہ نمونہ بنے اُسوہ ٹھہرے اور بہتوں کی ہدایت کا موجب بنے۔

تو یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْکُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ اور وَمَنْ یَّقْنُتْ مِنْکُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَیْنِ میں وجہ بتائی گئی ہے کہ ہم نے ان اُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِیْنَ کو یہ اختیار کیوں دیا!!! اس لئے دیا کہ ہم نے ان کو نمونہ بنایا تھا اور دنیا کو ہم بتانا چاہتے تھے کہ یہ اس مقام کے اوپر قائم اور فائز جو کی گئی ہیں۔ یہ اس لئے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر جبر کر کے انہیں اس مقام پر کھڑا کر دیا ہے بلکہ نبی کریم ﷺ کے ذریعہ ان کی تربیت اس رنگ میں ہوئی ہے کہ واقعہ میں یہ اُمہات المومنین بننے کے قابل ہوگئی ہیں۔ اس کے ہم یہ معنی بھی کر سکتے ہیں کہ آؤ دیکھو! ہم اپنے نبی کو کہتے ہیں کہ ان ازواج کو جا کے یہ کہو کہ اگر چاہتی ہو حیات دنیا اور اس کی زینت کو تو سَرَاحًا جَمِیْلًا بغیر کسی ناراضگی کے، (نہ رسول کی ناراضگی اور نہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی) میں تمہیں تمہارے دنیوی حقوق ادا کر دیتا ہوں، عام مومنات کی عام مسلمات کی صف میں جا کے کھڑی ہو جاؤ (یا اگر چاہو تو اسلام کو بھی چھوڑ دو کوئی جبر تو نہیں ہے) اور اگر چاہو تو اپنی مرضی اور رضا سے اس نہایت ہی اہم ذمہ داری کو اپنے کندھوں پر لو اور ساری اُمت کے لئے اُسوۂ حسنہ بننے کے لئے تیار ہو جاؤ اس وعید کے ساتھ کہ اگر تم سے کوئی غفلت اور سستی سرزد ہوئی اور کہیں تم نے غلطی کی اور اس کے نتیجہ میں دوسرے گمراہ ہوئے تو اس گناہ کی سزا دو چند ہوگی۔

اور جب ان کے سامنے یہ بات پیش کی گئی تو ان میں سے ہر ایک نے یہی کہا کہ یہ راہ تنگ ہے مگر یہی راہ ہمیں پیاری ہے ہم اسے چھوڑ کے ادھر ادھر ہونا نہیں چاہتیں ہمیں خدا کی رضا اور رسول کا پیار چاہئے ہمیں دنیا کی زندگی اور اس کی زینت نہیں چاہئے۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں اُمت مسلمہ کے لئے اُسوہ بنانا چاہتا ہے تو خدا کے فضل اور نبی اکرم ﷺ کی تربیت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ دنیا کو یہ بھی دکھائے گا کہ ہم دنیا کے لئے اور اُمت محمدیہ کے لئے اُسوہ بن جائیں گی۔

پھر ان کی زندگی کو دیکھو ان میں سے ہر ایک نے اپنے اموال کو اور دنیوی سامانوں کو اور اپنے اوقات کو اور اپنے جذبات کو خدا اور اس کے رسول کے لئے خرچ کیا۔ کبھی ان کے قدم میں لغزش نہیں آئی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتوحات کے نتیجہ میں بڑے اموال آنے شروع ہو گئے تھے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب سے بڑے وظائف اُمہات المومنین کے مقرر کئے۔ پس یہاں یہ مراد نہیں کہ دنیا کے اموال لینے نہیں مراد یہ ہے کہ دنیا کے اموال دنیا کے آرام اور دنیا کی زینت پر خرچ نہیں کرنے بلکہ خدا اور اس کے رسول کی راہ میں خرچ کرنے ہیں اگر یہ مفہوم نہ لیا جائے تو پھر تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق ہمیں یہ کہنا پڑے گا کہ آپ نے غلطی کی کہ سب سے بڑے وظائف اُمہات المومنین کے لئے مقرر کر دیئے۔ بعد میں تو یہ وظائف بہت بڑھ گئے تھے لیکن شروع میں بھی دس ہزار درہم ایک ایک بیوی کو ملتا تھا ان کے اپنے رشتہ دار لاکھ لاکھ روپیہ تک ایک وقت میں لا کر ان کو دے دیتے تھے۔ حضرت عائشہؓ بیسیوں سینکڑوں غلام خرید کر ایک وقت میں آزاد کر دیا کرتی تھیں۔ ایک دن جب ان کو ایک لاکھ روپیہ ملا تو بڑی خوش ہوئیں کہ مجھے دوہرا بلکہ چوگنا ثواب ملے گا دوہرے اجر کا انہیں وعدہ تھا وہ نمونہ اور اُسوہ بھی انہوں نے دکھایا پھر یہ سوچ کر بھی خوش ہوئیں کہ ایک تو میں لاکھ روپیہ تقسیم کروں گی دوسرے سارا دن میرا اس تقسیم میں گزرے گا یہ بھی ایک ثواب ہے سارا دن ذرہ بھی آرام نہیں کیا صبح سے جو بیٹھیں تقسیم کرنے کے لئے شام کر دی سارے دن کا ایک ایک منٹ اور اس مال کا ایک ایک روپیہ غرباء میں تقسیم کر دیا یہی حال تمام ازواجِ مطہرات کا تھا۔

پس دنیا کو اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا تھا کہ ہم ان پر جبر نہیں کر رہے دنیا کو اللہ تعالیٰ یہ بتانا چاہتا تھا کہ نبی اکرم ﷺ کو جو ایک حسین اُسوہ بنایا گیا ہے اس کا اثر سب سے پہلے خود آپ کے گھر میں رہنے والوں پر ہے اور ایک شدید محبت نیکی کے ان کاموں سے پیدا ہوگئی ہے آپ کی ازواجِ مطہرات کے دلوں میں کہ دنیا کا کوئی لالچ، یا دنیا کا کوئی طمع یا دنیا کا کوئی آرام یا دنیا کی کوئی آسائش اس صحبت کو ٹھنڈا نہیں کرسکتی۔ تفسیر روح البیان میں لکھا ہے کہ اس آیت سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جب دنیا کی رغبت اور دنیا سے محبت کے نتیجہ میں ازواجِ مطہرات کا جسمانی اور مادی تعلق نبی کریم ﷺ سے قطع ہوسکتا ہے تو دنیا کی اس رغبت اور محبت کے نتیجہ میں اُمتِ محمدیہ کا تعلق بھی نبی کریم ﷺ سے قطع ہو جائے گا یعنی اگر وہ حیات دنیا اور زینت دنیا کو ترجیح دیں گے خدا اور اس کے رسول پر اور اپنے اوقات کو اور اپنی ملکیتوں کو اپنے ذاتی آسائش اور آرام پر خرچ کریں گے اور اس نظام کی مضبوطی اور استحکام کے لئے خرچ نہیں کریں گے جو اسلام نے قائم کیا ہے تو ان کا تعلق بھی نبی کریم ﷺ سے یقیناً قطع ہو جائے گا وہ لکھتے ہیں......

فِیْ اِیْجَابِ الْمُفَارَقَةِ عَنْ صُحْبَةِ النَّبِیِّ علیه السلام لامته لِاَنَّ اَرْحَامَ الْقُلُوْبِهِمْ مَحَلٌّ

النُّطْفَةِ الرُّوْحَانِيَّةِ الرَّبَّانِيَّةِ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يَّكُوْنَ اَطْيَبُ وَاَزْكٰى لِاسْتِحْقَاقِ تِلْكَ النُّطْفَةِ الشَّرِيْفَةِ فَاِنَّ الطَّيِّبَاتَ لِلطَّيِّبِيْنَ۔ (روح المعانی سورۃ احزاب زیر آیت: ۳۰)

یعنی مسلمانوں کے دل رحم کی طرح ہیں روحانی لحاظ سے اور دلوں کے اس رحم میں نبی اکرم ﷺ کی پاک ربانی روحانیت کا نطفہ داخل ہوتا ہے اور وہاں سے ایک روحانی بچہ پیدا ہوتا ہے تب وہ پکے مسلمان بنتے ہیں۔

تو مردوں کو بھی جیسا کہ میں نے شروع میں اشارہ کیا تھا ان آیات سے سبق لینا چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ نبی اکرم ﷺ کا قرب ہرگز ہرگز حاصل نہیں کیا جا سکتا جب تک کہ روحانی طور پر اس اختیار کے ملنے کے بعد جو ان آیات میں دیا گیا ہے آپ کی طرف منسوب ہونے والی حیات دنیا اور اس کی زینت پر خدا اور اس کے رسول کی رضا اور اس کی محبت کو مقدم نہ رکھیں۔ اگر وہ حیات دنیا اور اس کی زینت میں محو ہو گئے اس میں رغبت انہوں نے کی اور اس سے محبت کی اور اپنے تمام دل اور تمام توجہ اور تمام محبت کے ساتھ وہ دنیا ہی کے ہو گئے اگر انہوں نے اپنے اموال کو، اگر انہوں نے دینوی سامانوں کو، اگر انہوں نے اس دینوی زندگی کے اوقات کو، اگر انہوں نے دنیوی محبتوں کو، اگر انہوں نے دنیوی تعلقات کو خدا اور اس کے رسولؐ پر قربان نہ کیا تو وہ یقیناً خدا اور اس کے رسول کی محبت اور قرب اور صحبت کو حاصل نہیں کر سکیں گے۔ ان آیات میں جہاں یہ بیان ہوا ہے کہ ازواج مطہرات ایک ایسے مقام پر ہیں کہ دنیا نے ان کی نقل کرنی ہے اگر وہ نیک نمونہ پیش نہیں کریں گی تو ان کو دگنا عذاب دیا جائے گا اگر وہ نیک نمونہ پیش کریں گی تو ان کو مرّتین جزا دی جائے گی۔

وہاں بڑی وضاحت کے ساتھ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ دوسری عورتیں جن کا تعلق اُمت محمدیہ سے ہے اگر وہ حیات دنیا اور اس کی زینت پر دین کو قربان کر دیں گی اور خدا کی رضا کے حصول کی طرف متوجہ نہیں ہوں گی بلکہ دنیا کے عیش اور اس کے آرام میں پڑ جائیں گی تو ان کو بھی سزا دی جائے گی گو وہ سزا مَـرَّةً ہو گی لیکن سزا ان کو ضرور دی جائے گی ان کو چھوڑا نہیں جائے گا پھر ان آیات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر مسلمان عورت اپنے گھر کا ماحول ایسا نہیں بنائے گی کہ اس ماحول میں تربیت پانے والے بچے خدا کی آواز کو سننے کے بعد دنیا کی کسی آواز پر کان نہ دھریں اور دنیا کی طرف پیٹھ پھیر کر اپنے پورے زور کے ساتھ اور اپنی پوری طاقت کے ساتھ اس طرف دوڑنے نہ لگ جائیں جس طرف

سے کہ خدا کی آواز آ رہی ہو تو ایسی مائیں بدی کا نمونہ قائم کرنے والی ہیں اور ان کو بھی دوہرا عذاب ملے گا اور اس طرح اگر وہ اپنے گھروں کے ماحول کو اس قدر حسین بنائیں گی اسلام کی روشنی اور قرآن کریم کے نور کے ذریعہ کہ جو بچے وہاں پرورش پائیں گے ان کے دل کچھ اس طرح خدا اور اس کے رسول کی محبت میں محو ہوں گے کہ دنیا کی طرف ان کی نگاہ بھی نہیں اُٹھے گی تو الٰہی وعدہ کے مطابق ایسی مسلمان عورت کو دوگنا ثواب ملے گا۔

تو جیسا کہ میں نے گذشتہ جمعہ میں مختصراً بیان کیا تھا کہ ایک اہم مضمون کی طرف اللہ تعالیٰ نے میری توجہ کو پھیرا ہے بطور تمہید کے میں نے یہ دو خطبے دیئے ہیں اور ان خطبوں میں میں نے کوشش کی ہے کہ میں اپنی بہنوں پر اس بات کی اچھی طرح وضاحت کر دوں کہ بڑی اہم ذمہ داریاں ان کے کندھوں پر عائد ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ذریعہ اگر نبی اُمت میں زندہ موجود ہو یا اس کے خلفاء کے ذریعہ اگر نبی کے وصال کے بعد قدرت ثانیہ کا دور شروع ہو چکا ہو۔ جب کسی ذمہ داری یا ذمہ داریوں کی طرف جماعت کے مردوں اور ان کی عورتوں کو متوجہ کرے تو ان کے لئے یہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ خدا کی رضا کے حصول کے لئے اس کے رسول یا اس کے خلیفہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے ایسی قربانیاں دنیا کے سامنے پیش کریں جو بے نظیر ہوں اور دنیا کو حیرت میں ڈالنے والی ہوں اور دنیا یہ سمجھنے پر مجبور ہو جائے کہ عام عورتیں تو اور بھی بستی ہیں اس دنیا میں مگر ان کا ان کے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں وہ تو ایسی عورتیں ہیں احمدی مستورات اور احمدی بہنوں کے سوا کہ جو حیات دنیا میں کھوئی گئی ہیں اور زینت دنیا کو ہی انہوں نے سب کچھ سمجھ لیا ہے اور یہاں وہ ہیں کہ جو خدا اور اس کے رسول کے مقابلہ میں دنیا کے آرام اور دنیا کی آسائشیں اور دنیا کے فاخرانہ لباس اور دنیا کے قیمتی زیورات اور دنیا کے چمکتے ہوئے ہیرے اور جواہرات کی کوئی پرواہ نہیں کرتیں بلکہ خدا اور اس کے رسول کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کے نام کو بلند کرنے کے لئے اور اس کی عظمت اور جلال کو قائم کرنے کے لئے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت دلوں میں گاڑنے کے لئے ہر قسم کی قربانی دینے کے لئے تیار ہو جاتی ہیں۔ خصوصاً تربیت اولاد کی جو ذمہ داریاں ان پر عائد ہوتی ہیں ان کو وہ محبت اور اخلاص کے ساتھ اور پوری توجہ کے ساتھ نباہتی ہیں وہ اس یقین پر قائم کی گئی ہیں کہ اگر ہم نے کوئی بدنمونہ اس دنیا میں چھوڑا تو خدا تعالیٰ جس نے امہات المومنین کو بھی یہ کہا تھا کہ اگر نقض عہد کرو گی تو دگنی سزا دوں گا وہ ہمیں کب چھوڑے گا وہ ہماری غلطی کے نتیجہ میں یقیناً ہم پر

ایک کے بعد دوسرا قہر نازل کرے گا اور اس قہر کی ہمیں برداشت نہیں ہے اس قہر سے ہم ترساں ولرزاں ہیں اس قہر سے بچنے کے لئے اور اس کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لئے ہم اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں ہم اپنے بچوں کی اور اپنی بچیوں کی اس رنگ میں تربیت کریں گی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سپاہی بنکر اسلام کو دنیا میں غالب کرنے کی جو مہم جاری ہے اس مہم کے لئے اپنا سب کچھ قربان کرنے والے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے بھائیوں کو بھی اور ہماری بہنوں کو بھی یہ توفیق عطا کرے کہ ہم سب ان ذمہ داریوں کو پوری توجہ اور بشاشت کے ساتھ نباہنے والے ہوں جو ذمہ داریاں اللہ تعالیٰ نے آج ہمارے کندھوں پر ڈالی ہیں۔ (آمین)

(روزنامہ الفضل ربوہ ۹؍اپریل ۱۹۶۷ء صفحہ ۲ تا ۵)

☆......☆......☆